منٰی اور مزدلفہ کا مکہ مکرمہ کے ساتھ تعلق اور اُن کا حکم

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

منٰی اور مزدلفہ کا مکہ مکرمہ کے ساتھ تعلق :

مکہ مکرمہ کے مرکزی حصہ یعنی مسجد حرام و ماحولہ کے بالمقابل مشرق میں پہلے منٰی کا میدان واقع ہے، پھر

منٰی کے تقریباً متصل جنوب مشرق میں مُزدلفہ کا میدان ہے۔ مزدلفہ کی حدود ختم ہونے کے بعد تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلہ پر مزید جنوب مشرق میں عرفات کا میدان شروع ہوتا ہے۔ چار کلو میٹر کا یہ درمیانی فاصلہ بھی بے آباد اور ویران ہے۔ عرفات سے آگے مشرق، شمال اور جنوب میں جنگل بیابان ہے، کوئی آبادی نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ کی آبادی کا پھیلاؤ شمال مشرق اور جنوب مشرق کی طرف ہوا ہے۔ شمال میں منٰی سے اِس کا فاصلہ تقریباً ڈھائی کلو میٹر اور مزدلفہ سے ساڑھے چار کلو میٹر ہے، البتہ جنوب کی جانب ایک جگہ پر اِس آبادی کا اِتصال منٰی کے ساتھ ہوگیا ہے اور ایک جگہ پر مزدلفہ کے ساتھ ہوگیا ہے۔ جنوب میں منٰی کے متوازی ''حی عزیزیہ'' کی آبادی چلتی ہے اور درمیان میں صرف ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔

منٰی اور مزدلفہ کی موجودہ کیفیت :

مزدلفہ تو فقط ایک ویران میدان ہے جس کی شرعی حدود میں کوئی آبادی نہیں ہے بلکہ اِس میں کوئی سرکاری دفتر بھی نہیں ہے۔ منٰی بھی اب کوئی آبادی کی جگہ نہیں ہے البتہ اس میں رابطہ عالم اسلامی کا دفتر اور ایک دو اور دفتر ہیں۔ اسی طرح منٰی میں ایک جنرل ہسپتال (مستشفٰی عام) ہے جس کے بارے میں بعض حضرات کا دعوٰی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے لوگوں کی خاطر پورا سال کھلا رہتا ہے، واللہ اعلم۔

کیا منٰی اور مزدلفہ مکہ مکرمہ شہر میں داخل ہیں؟ :

مزدلفہ تو ہمیشہ سے بیابان رہا ہے البتہ منٰی میں کسی وقت میں گاؤں کے برابر آبادی رہی ہے اور وہ گاؤں شمار ہوتا رہا ہے۔

الا ان محمدا یقول ان منٰی لیس بمصر جامع بل هو قریة فلا تجوز الجمعة بها کما لا تجوز بعرفات وهما یقولان انها تتمصر فی ایام الموسم (بدائع الصنائع ص ۵۸۵ و ص ۵۸۶ ج ا)

'' مگر یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منٰی مصر جامع نہیں ہے بلکہ وہ گاؤں ہے لہٰذا اِس میں جمعہ جائز نہیں ہے جیسا کہ عرفات میں جائز نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایامِ حج میں یہ مصر بن جاتا ہے''۔

وقال محمد لا تجوز فیها (الجمعة) لانها من القری حتی لا یعیّد بها.

ولهما انها تتمصر فی ایام الموسم .... وبمنی ابنیة ودور وسكك.(تبیین الحقائق ص۲۱۸ ج۱)

''امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منٰی میں جمعہ جائز نہیں ہے کیونکہ وہ گاؤں ہے حتی کہ اس میں عید کی نماز بھی نہیں پڑھی جاتی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ایامِ حج میں منٰی مصر بن جاتا ہے.........اور منٰی میں عمارتیں اور محلے اور گلیاں ہیں''۔

لیکن اب منٰی آبادی سے بالکل خالی ہے، اس میں نہ مکان ہیں نہ گلی محلے ہیں اور نہ ہی آبادی ہے۔ اس لیے مکہ مکرمہ کی آبادی کے اِس کے ساتھ اتصال سے دو جدا جدا آبادیوں کا متصل ہو کر ایک آبادی ہونے کا وجود نہیں ہوا، اور اِس وجہ سے منٰی اور مزدلفہ مکہ مکرمہ شہر میں داخل اور اس کے محلے نہیں ہیں۔

کیا منٰی اور مزدلفہ کو مکہ مکرمہ کے فناء میں شمار کر سکتے ہیں؟ :

اس کے جواب کے لیے پہلے شہر کے فناء کی حقیقت کو سمجھنا ہوگا۔ ''فناء'' شہر سے باہر کی اُس جگہ کو کہتے ہیں جو شہر کے مصالح کے لیے مقرر کی گئی ہو جیسا کہ ردالمحتار میں ہے ''**المعد لمصالح المصر**''.

لیکن مصالح سے مراد مطلق کسی بھی قسم کا فائدہ نہیں ہے بلکہ حاجتیں اور ضرورتیں ہیں۔

لانها بمنزلته فی حق حوائج اهل المصر لانها معدة لحوائجهم (تبیین الحقائق ص ۲۱۸ ج۱)

''شہر والوں کی ضروریات کے اعتبار سے شہر کا فناء بھی شہر کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ اُن کی ضرورتوں ہی کے لیے مقرر ہوتا ہے''۔

قد نص الائمة علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتی وحوائج المعركة كركض الخيل وجمع العساكر والخروج للرمی وغير ذالك.(منحة الخالق علی البحر الرائق ص ۱۴۱ ج۱)

''ائمہ نے تصریح کی ہے کہ شہر کا فناء وہ علاقہ ہوتا ہے جو مُردوں کو دفن کرنے کے لیے اور معرکہ کی ضرورتوں کے لیے مثلاً گھوڑے سُدھانے کے لیے اور لشکروں کو جمع کرنے کے لیے اور تیر اندازی وغیرہ سیکھنے کے لیے مقرر ہو''۔

فناء المصر انما الحق به فیما کان من حوائج اهله والجمعة وصلاة العیدین من حوائج اهله وقصر الصلاة لیس منها.(البنایة فی شرح الهدایة ص ۲۵۴ ج۳)

شہر والوں کی ضرورتوں کے اعتبار سے شہر کا فناء بھی شہر کے ساتھ ملحق ہوتا ہے، اور جمعہ کی نماز اور عیدین کی نمازیں شہر والوں کی ضروریات میں داخل ہیں، اور نماز کو قصر کرنا شہر والوں کی ضروریات میں داخل نہیں ہے۔"

غرض فناء شہر سے باہر کی وہ جگہ ہے جو شہر والوں کی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے مقرر ہو محض سہولت یا آسائش کے کاموں کے لیے نہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل معلوم ہونے سے ظاہر ہوا کہ منٰی اور مزدلفہ دونوں ہی مکہ مکرمہ کے فناء میں بھی داخل نہیں کیونکہ مزدلفہ کے ساتھ تو اہلِ شہر کی عملاً کوئی ضرورت وابستہ نہیں ہے، البتہ منٰی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ چھٹی کے دنوں میں رات کے وقت وہاں پکنک منانے جاتے ہیں لیکن پکنک منانا حوائج اور ضروریات میں سے نہیں ہے بلکہ محض آسائش وسہولیات میں سے ہے۔ رد المحتار کی یہ عبارت کہ **بخلاف البساتین ولو متصلة بالبناء لانها لیست من البلدة ولو سکنها اهل البلدة فی جمیع السنة او بعضها** (باغات اگرچہ شہر کی عمارتوں کے ساتھ متصل ہوں پھر بھی وہ شہر کا حصہ نہیں ہیں اگرچہ شہر والے پورے سال یا سال کے کچھ حصہ میں اُن میں رہتے ہوں)۔ اس بارے میں صریح ہے کہ شہر سے متصل باغوں میں اہلِ شہر جا کر پکنک منائیں یا بسیرا کریں تب بھی وہ فناء میں شامل نہیں ہوتے۔

منٰی میں موجود جنرل ہسپتال کے بارے میں اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ پورے سال اِس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں تب بھی مندرجہ ذیل وجوہ سے منٰی فناء نہیں بنتا :

۱۔ محض ایک عمارت سے پورے منٰی کو فناء قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ یہ کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے لیے شہر کے اندرونی علاقوں کو چھوڑ کر بیرونی علاقوں کی ضرورت ہو۔ شہر کے اندر اور بہت سے ہسپتالوں کے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ کی آبادی کا منٰی کے ہسپتال سے فائدہ اُٹھانا اُن کے اعتبار سے سہولت ہے، حاجت وضرورت نہیں۔

شہر کے لیے خود فناء کا ہونا ضروری نہیں :

مااعدلحوائج اھلہ (جو جگہ شہر والوں کی ضرورتوں کے لیے مقرر ہو) کے مفہومِ مخالف سے نکلا کہ اگر حوائج کے لیے جگہ مقرر نہ کی گئی تو فناء بھی نہ ہوگا۔

''منٰی'' اور ''مزدلفہ'' کو مکہ مکرمہ کا محلّہ یا فناء کہنے والوں کے دلائل اور اُن کے جواب

پہلی دلیل :

جامعہ اشرفیہ کے مفتی شیر محمد صاحب اپنے فتوے میں لکھتے ہیں :

''اب صورت حال یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی منٰی سے بھی متجاوز ہو چکی ہے اور منٰی مکہ مکرمہ کا ایک محلّہ ہے''۔(مؤرخہ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ)

اس عبارت کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منٰی کے اندر پہنچی بلکہ پھر منٰی سے بھی آگے نکل گئی ہے اور جیسے مکہ مکرمہ کے دیگر آباد محلے ہیں اِسی طرح منٰی بھی مکہ مکرمہ کا محلّہ بن گیا ہے۔ یہ بات حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ منٰی میں سرے سے آبادی اور مکانات نہیں ہیں جبکہ محلّہ اُس جگہ کو کہتے ہیں جس میں مکانات اور گلیاں ہوں۔

مدرسہ شاہی مراد آباد کے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب نے بھی مفتی شیر محمد صاحب والی بات ہی کچھ مختلف انداز میں کہی ہے، وہ لکھتے ہیں :

''منٰی کی آبادی صدیوں تک مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل الگ رہی ہے اور دونوں کے درمیان صدیوں تک ویران میدان اور پہاڑوں کا فاصلہ رہا ہے جن میں کسی قسم کی آبادی اور عمارت نہیں تھی اِس لیے مکہ اور منٰی کے درمیان مسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو مستقل طور پر الگ الگ آبادی قرار دیا گیا تھا جیسا کہ ماضی کے تمام فقہاء نے تسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیا تھا۔ اور اب ادھر ماضی قریب میں منٰی اور مکہ کے درمیان تسلسل آبادی کی وجہ سے دونوں کے درمیان کسی قسم کا انفعال باقی نہیں رہا بلکہ متصل ہو کر ایک ہی آبادی جیسی ہو گئی ہے''۔(انوارِ رحمت ص ۷۲)

مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب کی یہ بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ ماضی بعید میں منٰی میں آبادی ہونا تو تسلیم ہے لیکن موجودہ دور میں تو منٰی میں سرے سے آبادی ہے ہی نہیں جو تسلسل کے باعث مکہ مکرمہ کی آبادی سے متصل ہو سکے۔

دوسری دلیل :

جامعہ اشرفیہ کے مفتی شیر محمد صاحب اپنے فتوے مؤرخہ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ میں لکھتے ہیں :

"منٰی اور مکہ مکرمہ کی بلدیہ ایک ہے"۔ (رسالہ ندائے شاہی، دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۵۳)

ہم کہتے ہیں کہ بلدیہ تو ایک انتظامی ادارہ ہے جس کے ذمہ علاقہ کی دیکھ بھال اور صفائی ستھرائی ہوتی ہے۔ ایک ادارہ کو محض انتظامی طور پر شہر سے باہر کا صحرا اور جنگل بھی دیکھ بھال کے لیے دے دیا جائے تو اِس سے اُس صحرا اور جنگل کی شرعی حقیقت نہیں بدلتی اور یوں شرعی حکم میں بھی کچھ تبدیلی نہ ہوگی۔

اور اگر ایسا ہو کہ خود سعودی حکومت نے منٰی کے ویرانے کو مکہ شہر کا حصہ سمجھ کر اُس کو مکہ مکرمہ کی بلدیہ کے ماتحت کر دیا ہو تو سعودی حکومت کا ایسا سمجھنا بذاتِ خود کوئی شرعی دلیل و حجت نہیں ہے۔

تیسری دلیل :

"وہاں کا بڑا ہسپتال سال بھر اپنی خدمات انجام دیتا رہتا ہے، نیز رابطہ عالمِ اسلامی کا دفتر بھی کھلا رہتا ہے اور شاہی محل بھی آباد رہتا ہے"۔ (رسالہ ندائے شاہی، دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۵۳)

ہسپتال کی بات تو ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی کے دفتر کا وہاں ہونا کسی انتظامی سہولت کی وجہ سے ہوگا ورنہ نہ تو اہلِ مکہ کی ضرورت و حاجت کا اِس سے کچھ تعلق ہے اور نہ ہی خاص منٰی میں اِس دفتر کی تعمیر کی کوئی مجبوری۔ ہاں حج کے دنوں میں اِس ادارہ کے مہمانوں کی سہولت کے لیے اِس دفتر کا وہاں ہونا سمجھ میں آتا ہے۔

رہا شاہی محل تو وہ منٰی کی حدود کے ساتھ ساتھ بنا ہوا ہے۔ وہاں عام طور سے محافظ اور دیگر عملہ رہتا ہے اور شاہی محل کا وہاں ہونا اہلِ مکہ کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں، محض حکمرانوں کی آسائش ہے۔

غرض مندرجہ بالا بنیادوں پر پورے منٰی کو مکہ مکرمہ کا فناء قرار دینا قابلِ تسلیم نہیں۔

منٰی اور مزدلفہ کا حکم :

موجودہ حالات میں منٰی اور مزدلفہ نہ تو مکہ مکرمہ کے محلّہ کی مانند ہیں اور نہ ہی مکہ مکرمہ کے فناء میں شمار ہیں لہٰذا جس حاجی کا منٰی جانے سے پہلے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن سے کم ٹھہرنا ہو وہ منٰی، مزدلفہ اور عرفات میں قصر نماز پڑھے۔ اور ایسے شخص پر عید کی قربانی بھی واجب نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں عرفات کی طرح منٰی اور مزدلفہ میں جمعہ پڑھنا بھی جائز نہیں۔

ایک نکتہ :

ردالمحتار میں ہے :

"ولو جاوز العمران من جهة خروجه وكان بحذائه محلة من الجانب الآخر يصير مسافرا اذ المعتبر جانب خروجه ....لابد ان تكون المحلة فى المسئلة الثانية من جانب واحد . فلو كان العمران من الجانبين فلا بد من مجاوزته لما فى الامداد لو حاذاه من احد جانبيه فقط لايضره كما فى قاضيخان وغيره الخ"

"اگر آدمی جانبِ خروج سے آبادی پار کرلے اور کسی اور جانب سے اُس کے ایک طرف محلّہ ہو تو وہ مسافر بن جاتا ہے کیونکہ جانبِ خروج کا ہی اعتبار کیا جاتا ہے.....اور اگر آبادی دو طرفوں میں ہو تو اِس صورت میں مسافر بننے کے لیے آبادی سے تجاوز ضروری ہے کیونکہ امداد میں ہے کہ اگر آبادی صرف ایک طرف کو ہو تو اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا جیسا کہ قاضیخان وغیرہ میں ہے"۔

اس عبارت کا حاصل جو احسن الفتاوٰی ص۲۷ ج۴ میں ہے، وہ یوں ہے :

"اگر شہر کی جانب سفر میں مکانات ختم ہوگئے مگر کسی ایک جانب راستے سے دُور کوئی محلّہ اس طرف بڑھا ہوا ہے تو اُس کا اعتبار نہیں البتہ اگر دونوں جانب اِس قسم کی آبادی ہو تو اُن کی محاذات سے خروج کے بعد حکم قصر ہوگا۔"

اِس عبارت سے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا ہے کہ چونکہ منٰی اور مزدلفہ کے موازی دو جانب مکہ شہر کی آبادی

بڑھی ہوئی ہے لٰہذا آدمی مسافر اُس وقت بنے گا جب دونوں طرف آبادی سے تجاوز کر جائے اور اِس طرح سے منٰی اور مزدلفہ دونوں ہی مکہ مکرمہ کے حصے قرار پائے۔

ہم کہتے ہیں کہ ایسا خیال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ :

۱۔ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی شہر سے نکل کر جس رستے پر جا رہا ہے اُس رستے کے قریب تک شہر کی کسی دوسری جانب سے کوئی محلّہ بڑھ کر آ گیا ہو۔ اگر صرف ایک طرف سے ایسا ہو تو اِس کا اعتبار نہیں اور اگر دو طرف سے ایسا ہو تو اُس آبادی سے مجاوزت کا اعتبار ہوگا۔

منٰی اور مزدلفہ کی صورت میں جیسا کہ نقشہ سے عیاں ہے، شمالی جانب جو محلے ہیں وہ رستے سے بہت دُور ہیں اور گزرنے والے کے نہ سامنے آتے ہیں اور نہ اُس کے قریب تک آتے ہیں۔

۲۔ علامہ شامی رحمہ اللہ کی دو جانب والی بات قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ :

i۔ یہ بات صرف علامہ شرنبلالیؒ نے مراقی الفلاح اور امداد میں لکھی ہے :

اذا جاوز بیوت مقامه ولو بیوت الاخبیة من الجانب الذی خرج منه ولو حاذاه فی احد جانبیه فقط لا یضره (حاشیه طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۳۰)

''جب آدمی جانبِ خروج میں اپنی بستی کے مکانات سے تجاوز کر جائے تو اگر اُس کے ایک طرف کو آبادی ہو تو اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا''۔

ردالمحتار میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے یہ بات امداد سے نقل کی ہے جو اس کی نسبت قاضی خان وغیرہ کی طرف کرتے ہیں۔ قاضی خان کی طرف اِس کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ اُس میں یوں ہے :

ویعتبرمجاوزة عمران المصر من الجانب الذی خرج ولا یعتبرمحلة اخری بحذائة من الجانب الآخر (علی هامش العالمگیریة ص ۱۶۴ ج ۱)

''جانبِ خروج سے شہر کی آبادی کا اعتبار کیا جاتا ہے اور دوسری جانب سے ایک طرف جو محلّہ ہو، اُس کا اعتبار نہیں ہے۔

علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ نے یہی بات مراقی الفلاح میں بھی ذکر کی ہے لیکن وہاں کسی اور کا حوالہ ذکر نہیں

کیا۔ پھر انہوں نے یہ بات کہاں سے کہی؟ قرینِ قیاس یہ ہے کہ انہوں نے دیگر فقہاء کی عبارتوں کا مفہومِ مخالف اخذ کر کے ایسا لکھا ہے ورنہ دیگر فقہاء نے یہ مفہومِ مخالف اخذ نہیں کیا اور اُن کی عبارتیں یوں ہیں۔

قاضی خان :ویعتبر مجاوزة عمران المصرمن الجانب الذی خرج ولا یعتبر محلة اخری بحذائه من الجانب الآخر . (عالمگیری حاشیه ص ۱۶۴ ج۱)

''جانبِ خروج سے شہر کی آبادی کا اعتبار کیا جاتا ہے، دوسری جانب سے کسی طرف کو بڑھنے والی آبادی کا اعتبار نہیں کیا جاتا''۔

تبیین الحقائق : ثم المعتبر المجاوزة من الجانب الذی خرج منه حتی لوجاوز عمران المصرقصر وان کان بخدائه من جانب آخر ابنیة (ص۲۰۹ ج۱)

''جانبِ خروج سے آبادی سے تجاوز کا اعتبار ہوتا ہے، لہٰذا آدمی جب شہر کی آبادی سے آگے بڑھ جائے تو وہ قصر کرے گا اگرچہ کسی اور جانب سے اُس کے کسی طرف کو عمارتیں بڑھی ہوئی ہوں''۔

البحر الرائق :ولا یعتبرمجاوزة محلة من الجانب الآخر (ص۱۲۸ ج۲)

''دوسری جانب سے بڑھے ہوئے محلّہ سے آگے بڑھنے کا اعتبار نہیں ہے''۔

خلاصة الفتاوٰی : ویعتبر مجاوزة عمران المصرمن الجانب الذی خرج ولا یعتبر محلة بحذائه من الجانب الآخر. (ص۱۹۸ ج۱)

''جانبِ خروج سے شہر کی آبادی سے آگے بڑھنے کا اعتبار ہوتا ہے، دوسری جانب سے ایک طرف کو بڑھے ہوئے محلّہ کا اعتبار نہیں ہوتا''۔

عالمگیری : ثم المعتبر المجاوزة من الجانب الذی خرج منه حتی لوجاوز عمران المصر قصر و ان کا ن بحذائه من جانب آخر ابنیة. (کذا فی التبیین ص۱۳۹ ج۱)

''جانبِ خروج سے متجاوز ہونے کا اعتبار ہوتا ہے، لہٰذا جب شہر کی آبادی سے متجاوز ہو جائے

تو قصر کرے گا، اگرچہ کسی اور جانب سے اِس کے ایک طرف عمارتیں ہوں''۔

تتارخانیہ :اذا خلف البنیان الذی خرج منه قصر الصلٰوۃ و ان کان بحذائه بنیان آخر من جانب آخر من المصر (ص ۴ ج۲)

''آدمی جب جانبِ خروج سے عمارتوں کو پیچھے چھوڑ جائے تو نماز قصر کرے اگرچہ اُس کے ایک طرف شہر کی کسی اور جانب سے عمارتیں بڑھی ہوئی ہوں''۔

بنایه :حتی لو خلف الابنیة التی فی طریقه قصر و ان کان بحذائه ابنیة من جانب آخر من المصر (ص ۲۵۵ ج۳)

''حتی کہ اگر آدمی اپنے رستے میں آبادی کی عمارتوں کو پیچھے چھوڑ جائے تو قصر کرے اگرچہ شہر کی کسی دوسری جانب سے اُس کے ایک طرف کو عمارتیں بڑھی ہوئی ہوں''۔

فتح القدیر : فلو جاوزها وتحاذیه بیوت من جانب آخر جاز القصر (ص ۳۴ ج۲)

''اگر آبادی سے باہر نکل جائے اور اُس کے ایک طرف میں کسی اور جانب سے آبادی بڑھی ہوئی ہو تو قصر کرنا جائز ہے''۔

بلکہ ذیل میں دی گئی فقہاء کی تصریحات سے مراقی الفلاح اور امداد کا دیا ہوا مفہوم بھی غلط ثابت ہوتا ہے، مثلاً عنایہ میں ہے :

اذا فارق بیوت المصرمن الجانب الذی یخرج منه و ان کان فی غیرہ من الجوانب بیوت.

''جانبِ خروج سے جب آدمی گھروں کو پیچھے چھوڑ جائے تو اگرچہ اور جوانب میں مکان آگے ہوں، وہ قصر کرسکتا ہے۔

تتارخانیہ میں ہے :

ثم یعتبر الجانب الذی منه یخرج المسافر من البلدۃ لا الجوانب بحذاء البلدۃ . (ص ۴ ج۲)

"پھر اعتبار اُس جانب کا ہے جس سے مسافر شہر سے نکلتا ہے، شہر کی دوسری جانبوں کا اعتبار نہیں ہے"۔

کیونکہ اِن دو عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ دیگر جوانب میں خواہ وہ دو ہوں یا زیادہ ہوں، اگر آبادی بڑھ کر مسافر کے رستے کے قریب آجائے تب بھی اِس سے مجاوزت ضروری نہیں۔ اس صراحت کے ہوتے ہوئے مراقی الفلاح اور امداد میں لکھی ہوئی بات کسی طور سے دُرست نہیں۔

اظہارِ ممنونیت :

اس مضمون کی ترتیب کے لیے ہم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے مدرس حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ اور مکہ مکرمہ ہی میں مقیم جناب قاری ارشد صاحب کے ممنونِ احسان ہیں جنہوں نے اپنی گاڑیوں میں خود ہمیں اِس سارے علاقے کا سروے کرایا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن دونوں حضرات کو اجرِ عظیم سے نوازیں۔